نمبر ۱۹ | ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۱۲ اگست ۱۹۳۴ء | جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ۹ اگست بوقت ۴½ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

۸ اگست بعد نماز مغرب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کی دعوتِ ولیمہ اپنی کوٹھی دارالحمد میں نہایت وسیع پیمانہ پر دی۔ جس میں تمام صحابہ مسیح موعود مقیم قادیان کارکنان صدر انجمن احمدیہ۔ مختلف محلوں کے احباب۔ مضافات کے احمدی دوست اور قادیان کے غیر احمدی اصحاب شامل ہوئے۔ بیواؤں اور یتامیٰ کو گھروں پر کھانا پہنچایا گیا۔ اندازاً دو ہزار افراد نے کھانا کھایا۔ قادیان کے ہندوؤں میں اس خوشی کی تقریب میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ جو اصحاب اس دن دعوت میں شریک نہ ہو سکے انہیں ۹ اگست دوپہر کو مسجد اقصیٰ میں کھانا کھلایا گیا۔ مستورات کی دعوت کا ۱۰ اگست انتظام کیا گیا ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حقیقت معراج

(فرمودہ ۱۳۔ اگست ۱۹۰۵ء)

"ہم تو معراج کو بالکل بیداری تسلیم کرتے ہیں۔ ہاں ایک بیداری دنیا داروں کی ہے اور ایک بیداری عارفوں۔ صادقوں۔ نبیوں اور خدا رسیدہ لوگوں کی بیداری ہوتی ہے۔ اور ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل اور تمام صادقوں اور عارفوں کے سردار ہیں۔ اس لحاظ سے یہ مرتبہ بھی آپ کا سب سے بڑھا ہوا ہے۔ معراج ایک کشفی معاملہ تھا یہ بھی یاد رہے۔ کہ کشف دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک کشف ایسا ہوتا ہے کہ اس میں غیبت حس زیادہ ہوتی ہے۔ دوسرا کشف ایسا ہوتا ہے کہ وہ بالکل بیداری کے رنگ میں ہوتا ہے۔ اور در اصل ہوتی ہی بیداری ہے اس قسم کے کشف کو خواب کہہ ہی نہیں سکتے۔ بلکہ ایسے کشف کو خواب کہنا ایسی غلطی ہے۔ جیسے کوئی دن کو رات کہہ دے۔ اس حالتِ کشف میں صاحب کشف وہ دیکھتا ہے۔ جو دوسرے نہیں دیکھ سکتے۔ اور وہ اسرار مشاہدہ کرتا ہے۔ جو دوسروں کو نصیب نہیں ہوتے اس بیداری میں (جو عام لوگوں کی حالت ہوتی ہے) اس بیداری کے مقابلہ میں صدہا پردے اور حجاب ہیں۔ اگر اس کو اندھا کہیں تو زیادہ مناسب ہے۔ اور اگر بہرہ کہیں۔ تو موزوں ہے۔ لیکن اس کشفی بیداری میں اعلیٰ درجہ کی بینائی اور شنوائی عطا ہوتی ہے جس میں صاحبِ کشف وہ حالات دیکھتا ہے۔ جو کسی نے نہ دیکھے ہوں۔ اور وہ باتیں سنتا ہے جو کبھی نہ سنی ہوں۔ پس اسی قسم کی بیداری کے ساتھ وہ معراج تھا۔ اور ایک لطیف نورانی جسم کے ساتھ تھا۔" (الحکم ۱۷۔ اگست ۱۹۰۵ء)

تبلیغی رپورٹیں

ہندوستان کے مختلف مقامات میں تبلیغ احمدیت

شاہ مسکین میں جلسہ اور مناظرہ

محمد اشرف صاحب خود پور سے لکھتے ہیں۔ شاہ مسکین کی جماعت احمدیہ نے ۳۰ جون و یکم جولائی ۱۹۳۴ء کو سالانہ جلسہ کیا۔ حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی۔ بابو مجید احمد صاحب اور شیخ محمد انور صاحب نے تقریریں کیں۔ دوسرے روز غیر احمدی ایک شخص مستری عبد اللہ معمار کو مناظرہ کے لئے بلا لائے۔ ہماری طرف سے شیخ مبارک احمد صاحب مناظر تھے۔ معمار صاحب سوائے استہزاء اور ہنسی مذاق کے کوئی معقول بات پیش نہ کر سکے۔ سامعین کے شریف طبقہ نے ان کی اس کمزوری کو بخوبی محسوس کیا۔

کان پور میں جلسہ

عبد الغفار صاحب کان پور سے لکھتے ہیں۔ کہ ۱۲ لغایت ۱۴ جولائی جلسہ کیا گیا۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ مولوی محمد نذیر صاحب مولوی غلام احمد صاحب مجاہد اور مولوی محمد سلیم صاحب نے نہایت موثر اور مفید تقاریر کیں۔ حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری بھی اپنے مشوروں سے مستفید کرتے رہے۔

چک ۳۱۲ میں تبلیغ

محمد حسین صاحب چک ۳۱۲ لائلپور سے لکھتے ہیں۔ کہ مولوی عبد العزیز صاحب انسپکٹر بیت المال ۲۰ جولائی یہاں آئے اور انفرادی طور پر لوگوں کے ساتھ تبادلہ خیالات کرتے رہے ایک عیسائی پادری سے بھی گفتگو کی۔

لکھنؤ میں تبلیغ و تربیت

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی لکھنؤ سے لکھتے ہیں۔ درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہے۔ عرصہ زیر رپورٹ میں کئی تقریریں بھی ہوئیں۔ ایک عیسائی لیڈی سے گفتگو کی۔ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو صادق تسلیم کیا۔

کوہاٹ میں تبلیغ

مولوی چراغ دین صاحب لکھتے ہیں۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں کوہاٹ اور نواحی دیہات کا دورہ کرتا رہا۔ بعض تقریریں بھی ہوئیں۔ انصار اللہ کی باقاعدہ تنظیم کی گئی ہے۔ اور دوستوں میں بیداری پیدا ہو چکی ہے۔ مختلف مقامات پر جلسے کرنے کی بھی کوشش کر رہا ہوں۔

سندھ میں تبلیغ

مولوی محمد مبارک صاحب صوبہ سندھ سے لکھتے ہیں کہ سات مقامات کا دورہ کیا۔ ۲۲ معززین سے پرائیویٹ ملاقاتیں کر کے ان کو پیغام حق پہنچایا گیا۔ ایک غیر احمدی مولوی سے کامیاب مناظرہ کیا۔ انصار اللہ کو تبلیغ کے لئے تیار کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ایک نئی انجمن بھی قائم کی گئی ہے۔

الہ آباد میں عیسائیوں کا مناظرہ سے انکار

مولوی محمد نذیر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ڈپٹی محمد حسین صاحب کے ارشاد کے مطابق الہ آباد میں آیا۔ تا عیسائیوں کے جلسوں میں جو ۳۱ جولائی سے ۶ اگست تک برابر ہونگے۔ شامل ہو سکوں پادری عبد الحق صاحب نے ہمارے ساتھ مناظرہ سے بالکل انکار کر دیا ہے۔

کلکتہ میں تبلیغ

مولوی محمد سلیم صاحب لکھتے ہیں۔ کلکتہ کے پانچ مختلف علاقوں میں دورہ کرتا رہا۔ اتوار کے روز ایک پبلک لیکچر دیا۔ اور ۲۷ معززین کو تبلیغ کی۔ درس بھی باقاعدہ دیا جاتا ہے۔ اور انصار اللہ کی ٹریننگ کا کام بھی بالالتزام جاری ہے۔ ایک تعلیم یافتہ نوجوان داخل سلسلہ ہوئے۔ غیر احمدیوں میں انہیں خاص اہمیت حاصل تھی۔

چوہدری والا چک ۱۰۸ میں کامیاب مناظرہ

چودھری عصمت اللہ صاحب وکیل لائل پور نے جو رپورٹ ارسال فرمائی ہے۔ اس کا ضروری خلاصہ حسب ذیل ہے:-

یکم اگست کا دن چودھری والا کے غیر احمدیوں سے مناظرہ کے لئے مقرر تھا۔ اور فریقین میں تحریری معاہدہ ہو چکا ہوا تھا۔ کہ مناظرہ تحریری و تقریری ہوگا۔ اور پرچے لکھ کر پبلک کو باری باری سُنائے جائیں گے۔ مگر جب غیر احمدی علماء کو یہ معلوم ہوا کہ مناظرہ تحریری ہوگا۔ تو حیلوں اور بہانوں سے اس شرط کو ٹالنے لگے۔ مگر پبلک کی اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے کہ مناظرہ ضرور ہونا چاہئیے۔ ہم نے تقریری منظور کر لیا۔ مگر پھر دُوسرے شرائط میں غیر احمدی مولویوں نے جھگڑا ڈال دیا۔ اور باوجود تمام دن زور لگانے کے یکم اگست کو مناظرہ نہ ہو سکا۔ ہم نے اس دن ایک جلسہ کا انتظام کیا جس میں مولوی محمد شریف صاحب نے "احمدیوں اور غیر احمدیوں میں کیا فرق ہے" کے موضوع پر اور مولوی جلال الدین صاحب شمس نے صداقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر مبسوط تقریر کی۔

دُوسرے دن مباحثہ قرار پایا۔ غیر احمدیوں نے مولوی محمد حسین صاحب کولوتارڑی کو پیش کیا۔ ہماری طرف سے مولوی محمد شریف صاحب تھے جنہوں نے لفظ توفی پر چیلنج کیا۔ کہ اگر تم ایک مثال ایسی پیش کر دو جس میں خدا فاعل اور انسان کے مفعول ہونے کی صورت میں لفظ توفی ۔ رفع جسمانی کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہو۔ تو پانچ روپے نقد انعام دیا جائے گا۔ مگر وُہ ایک مثال بھی پیش نہ کر سکا۔ پھر لفظ رفع پر چیلنج کیا گیا۔ کہ خدا کے فاعل اور انسان کے مفعول ہونے کی صورت میں رفع کا لفظ رفع جسمانی کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا۔ اور اگر تم اس کے خلاف بھی کوئی مثال پیش کر دو۔ تو پانچ روپے نقد انعام دیئے جائیں گے۔ مگر مولوی محمد حسین اس پر بھی جرأت نہ کر سکا

دوسرا مناظرہ ختم نبوت کی حقیقت پر شروع ہوا۔ غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی محمد مسلم صاحب دیوبندی اور جماعت احمدیہ کی طرف سے شیخ عبد القادر صاحب نو مسلم مناظرہ کے لئے پیش ہوئے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس مناظرہ کا غیر احمدیوں پر بہت اچھا اثر پڑا۔ اور انہوں نے اپنی شکست فاش محسوس کی۔

تیسرا مناظرہ لال حسین اختر اور مولوی علی محمد صاحب اجمیری کے مابین ہوا۔ مولوی علی محمد صاحب نے قرآن پاک کے چند معیار پیش کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو ثابت کیا۔ اس کے جواب میں لال حسین نے ان آیات کو بالکل نظر انداز کرتے ہوئے پیشگوئیوں اور الہامات پر اعتراضات کرنے شروع کر دیئے جن کے مدلل جواب دیئے گئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تینوں مناظرے نہایت کامیاب ہوئے۔ مناظرہ کے اختتام پر ایک شخص مسمی احمد خان صاحب مدرس چک ۶۵ نے میدان مناظرہ میں ہی اپنی احمدیت کا اعلان کر دیا۔ الحمد للہ

ضروری اعلان

منشی محمد الدین صاحب فوق سکرٹری آل انڈیا مسلم کشمیر ایسوسی ایشن کشمیر تشریف لے گئے ہیں۔ لہٰذا ان کی جگہ سکرٹری شپ کے فرائض مولوی جلال الدین صاحب شمس سر انجام دیں گے۔ خط و کتابت مندرجہ ذیل عنوان پر کی جائے۔

جلال الدین صاحب شمس سکرٹری آل انڈیا مسلم کشمیر ایسوسی ایشن قادیان۔

(صدر ایسوسی ایشن)

ایک بچہ کی وفات

ہمیں یہ معلوم کر کے بے حد افسوس ہوا۔ کہ جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد کا پوتا سلطان احمد بعمر تین ماہ فوت ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم جناب سیٹھ صاحب اور ان کے خاندان سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے دُعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نعم البدل عطا فرمائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۱۹ قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ جلد ۲۲

اسلامی آزادی رائے حریت اور غیر مبایعین

"الفضل" (۲۴ - جولائی) میں "مقام عبرت" کے عنوان سے ایک چھوٹا سا مضمون شائع ہوا تھا جس میں ایک ایسے شخص کے متعلق جو سالہا سال تک اپنے جن عقائد کو اپنی تحریروں اور تقریروں میں سچا ثابت کرتا رہا۔ مگر اب ان کو گمراہی و ضلالت قرار دے رہا ہے۔ بتایا گیا تھا۔ کہ اس میں نظام جماعت کا احترام نہ کرنے۔ اور جس انسان کو اس نے اپنا مذہبی و روحانی پیشوا مانا تھا۔ اس کی پوری اطاعت نہ کرنے کا مرض پایا جاتا تھا۔ جو بڑھتا گیا۔ اور اس نے اسے اس حد تک پہونچا دیا۔ کہ وہ صحیح و درست تسلیم کردہ عقائد کی تردید کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔

اس مضمون کا ذکر کرتے ہوئے "پیغام صلح" نے ایک طرف تو جماعت احمدیہ پر پیر پرستی کا وہی فرسودہ الزام لگایا ہے۔ جو شروع سے چھوٹے بڑے غیر مبایعین کے ورد زبان چلا آتا ہے اور جسے وہ اپنی ناکامی و نامرادی کی جلن کو دور کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے ہمیشہ پیش کیا کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف "اسلامی آزادی رائے اور اسلامی حریت" کو اچھوتے انداز میں بیان کرتے ہوئے یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ گویا اسلامی آزادی رائے اور حریت کا وجود صرف غیر مبایعین میں ہی پایا جاتا ہے۔

جماعت احمدیہ پر پیر پرستی کا الزام تو کوئی نیا الزام نہیں سلسلۂ عالیہ احمدیہ کے مخالفین ہمیشہ سے یہ الزام لگاتے چلے آ رہے ہیں۔ غیر مبایعین نے اسے پلے باندھ کر اگر کچھ ثابت کیا ہے۔ تو یہی۔ کہ وہ بھی جماعت احمدیہ کے معاندین کی صف اول میں شامل ہو گئے ہیں۔ اور انہی زنگ آلود ہتھیاروں سے کام لے رہے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت کے مقابلہ میں ناکام ثابت ہو چکے ہیں۔ البتہ یہ بات دیکھنے کے قابل ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کو اسلامی آزادی رائے۔ اور اسلامی حریت سے محروم قرار دینے والوں کی واقفیت۔ اور ان کے خیالات کہاں تک قرین صواب ہیں۔ اور ان کی اپنی حالت کیا ہے۔

پیغام صلح (۲۷ - جولائی) نے "اسلامی آزادی رائے اور اسلامی حریت" کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے۔:-

"سیرت نبوی۔ اور قرون اولے کی تواریخ کے مقدس اوراق تو یہ بتاتے ہیں کہ جلیل القدر صحابہ تک بعض معاملات میں حضرت نبی کریم صلعم سے اختلاف کا اظہار کر دیا کرتے تھے۔ اور کئی مرتبہ حضور نے ان کے اختلاف کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے ان کی آرا پر عمل فرمایا۔ حضرت عمرؓ جیسے عظیم المرتبت خلیفہ کو سر مجلس ایک کمزور بڑھیا ایک غریب بدو نہایت بے باکی سے ٹوک دیتا تھا"

ایک ایسے شخص کے ذکر میں جو دینی مسائل میں خلیفۂ وقت سے اختلاف رکھتا۔ اور اس کا اظہار غیروں کی مجلسوں میں کرنے پر اصرار کرتا ہو۔ "سیرت نبوی۔ اور قرون اولے کی تواریخ کے مقدس اوراق" کو جس رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ یا تو "پیغام صلح" کو ان مقدس اوراق کے مطالعہ کی کبھی توفیق ہی نصیب نہیں ہوئی۔ یا پھر یہ کہ اس نے دیدہ دانستہ دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ کیا "پیغام صلح" "سیرت نبوی۔ اور قرون اولے کی تواریخ کے مقدس اوراق" سے ایک ہی مثال اس قسم کی پیش کر سکتا ہے۔ کہ کوئی جلیل القدر صحابی عقائد کے بارہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم یا آپ کے خلفاء کرام سے اختلاف رکھ کر اس پر قائم رہا ہو۔ اور اسے اسلام کی طرف سے غیروں میں پیش کرتا رہا ہو۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو "پیغام صلح" نے سیرت نبوی اور قرون اولیٰ کی تاریخ کے مقدس اوراق" کے متعلق جو ادعا کیا ہے۔ اس پر اسے شرم آنی چاہیئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور بطور مشورہ کسی صحابی کا اپنی رائے پیش کر دینا یا کوئی بات سمجھنے کے لئے اپنا خیال ظاہر کر دینا یا آپ کی اطلاع کے لئے کوئی بات عرض کر دینا بالکل اور بات ہے۔ لیکن یہ کہ آپ سے کسی دینی مسئلہ میں کسی کو اختلاف ہو۔ یا آپ کے کسی فیصلہ سے اختلاف ہو۔ اس اختلاف کو وہ غیروں میں بیان کرتا پھرے۔ اور پھر وہ مومن بھی ہو اس کی کوئی ایک مثال بھی "پیغام صلح" پیش نہیں کر سکتا۔ اس کے خلاف قرآن کریم میں خدا تعالے کا یہ ارشاد موجود ہے کہ فلا وربك لا یؤمنون حتیٰ یحکموك فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ (پ ۵ - ع ۶)

خدا تعالے قسم کھا کر فرماتا ہے۔ کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن ہو ہی نہیں سکتا۔ جب تک ہر اس فیصلہ کو بلا چون وچرا تسلیم نہ کرے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں۔ اور نہ صرف اس کے خلاف زبان نہ ہلائے بلکہ اپنے دل میں بھی اس کے متعلق کسی قسم کی کبیدگی نہ رکھے۔ اور اسے پوری طرح تسلیم کر لے۔

قرآن کریم کی اس بین تعلیم کی موجودگی میں کس طرح ممکن تھا۔ کہ جلیل المرتبت صحابہ تو الگ رہے۔ کوئی معمولی مومن بھی کسی معاملہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اختلاف رکھتا۔ اس کا اظہار کرتا۔ اور پھر اس اختلاف کی تشہیر کرتا پھرتا۔ پس "پیغام صلح" نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ بالکل غلط ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان سے قطعاً ناواقفیت کا ثبوت ہے۔ اور اس سے صحابہ کرام کی سخت ہتک ہوتی ہے یہ تو سیرت نبوی سے متعلق جو بات پیش کی گئی ہے۔ اس کی حقیقت ہے۔ اب قرون اولیٰ کی تاریخ سے متعلق جس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

لکھا گیا ہے۔ کہ "حضرت عمر جیسے عظیم المرتبت خلیفہ کو سر مجلس ایک کمزور بڑھیا ایک غریب بدو نہایت بے باکی سے ٹوک دیتا تھا" اول تو کسی ایک آدھ واقعہ سے یہ استدلال کرنا کہ یہ معمول تھا۔ اور اسی طرح ہوتا رہتا تھا۔ سخت جہالت ہے۔ دوسرے اس طرح کبھی کسی نے جو بات پیش کی وہ ذمہ وار ہستی یعنی خود خلیفہ کے سامنے پیش کی گئی۔ نہ کہ مخالفین اسلام کی مجلس میں۔ تیسرے یہ طریق عمل کسی جلیل القدر صحابی یا صحابیہ نے اختیار نہ کیا۔ بلکہ بالفاظ "پیغام صلح" "کسی غیر معروف بڑھیا اور بدو سے سرزد ہوا۔"

ان حالات میں اس قسم کے کسی ایک آدھ واقعہ کو اپنی موہومہ "اسلامی آزادی رائے اور اسلامی حریت" کے ثبوت میں پیش کرنا اگر بے ہودگی اور حماقت نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ کیا اسلامی حریت اور آزادی کسی جاہل بڑھیا اور غیر مہذب بدو کے ہی حصہ میں آئی تھی۔ اور نعوذ باللہ تمام صحابہ اور صحابیات اس سے محروم تھے۔ اگر نہیں۔ تو اپنے باطل ادعا کی تائید میں ان کی کوئی مثال پیش کی ہوتی۔ مگر جب ایسی کوئی مثال ہے ہی نہیں جس سے یہ ثابت ہو۔ کہ صحابہ کرام نے کبھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں اپنی کسی بات کو ذرہ بھر بھی وقعت دی ہو۔ تو پیش کہاں سے کی جاتی۔

دراصل غیر مبایعین میں روحانیت کی کمی کی وجہ سے کبر و نخوت کا جو مادہ پایا جاتا ہے۔ اور جس کی وجہ سے وہ اپنی فاسد آراء کے

مقابلہ میں خدا تعالےٰ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صریح تحریروں اور فیصلہ جات کو بھی صریح طور پر پس پشت ڈالتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے۔ اُسے وُہ آزادیٔ رائے اور حریت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ وُہ لعنت ہے۔ جو ہمیشہ خودسر اور رعونت پسند لوگوں پر برستی رہی ہے۔ اور غیر مبائعین بھی اس کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ اس کا ذکر انشاء اللہ اگلے پرچہ میں کیا جائیگا۔ اور بتایا جائیگا۔ کہ ان کی حالت کیسی عبرتناک ہے ؛

گاندھی جی کا وارنٹ گرفتاری

راسخ الاعتقاد ہندو اس وقت تک گاندھی جی کے خلاف اظہار ناراضگی کے کئی ایک طریق اختیار کر چکے ہیں سیاہ جھنڈیاں دکھائی گئیں۔ ستیہ گرہ کیا گیا۔ کئی سناتن دھرمی ان کی موٹر کے آگے لیٹ گئے۔ کئی شہروں کے جلسہ میں ابتری پھیل گئی۔ لیکن بنارس کے ہندوؤں نے ایک نیا ہی رنگ اختیار کیا۔ بنارس پہونچنے سے قبل انہوں نے بذریعہ اعلان و نوٹس گاندھی جی کو متنبہ کیا۔ کہ وُہ شہر میں داخل نہ ہوں۔ ورنہ انہیں سناتن دھرم مارشل کیمپ کے حکم کے ماتحت گرفتار کر لیا جائے گا۔ جب گاندھی جی نے اس کی پروا نہ کی اور وہ وہاں پہونچ گئے۔ تو سناتن دھرم مارشل کیمپ کی طرف سے ان کی گرفتاری کا وارنٹ جاری کیا گیا۔ جس کی تعمیل کے لیئے ایک انسپکٹر معہ چند سپاہیوں کے گاندھی جی کی جائے رہائش پر پہونچ گیا۔ اور انہیں گرفتار ہونے کے لیئے کہا۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ گویا وُہ گاندھی جی جو اپنے آپ کو بلا چون وچرا سرکاری پولیس کے حوالے کر دیا کرتے تھے۔ وُہ اپنی قومی اور مذہبی پولیس کے مقابلہ میں اڑ گئے۔ کیونکہ وُہ جانتے تھے۔ کہ اس کے پاس اتنی طاقت نہیں ہے کہ انہیں اپنے حکم کی تعمیل کے لیئے مجبور کر سکے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ گاندھی جی حکومت کے مقابلہ میں محض اس لیئے ہتھیار ڈالے ہوئے ہیں۔ کہ اس کی طاقت اور قوت سے خوفزدہ ہیں۔ ورنہ اگر آج انہیں معلوم ہو۔ کہ حکومت ان کی سرگرمیوں کو روکنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ تو وُہ کھلم کھلا وُہی کچھ کرنے لگیں۔ جو انقلاب پسند خفیہ طور پر کرتے ہیں ؛

گاندھی جی کو سزا

آخر جب گاندھی جی نے تعمیلِ حکم سے انکار کر دیا۔ تو انہیں یہ سزا دی گئی۔ کہ پانچ گھنٹہ تک ان کی تصویر کو الٹا لٹکا دیا گیا۔ اور گرفتاری میں مزاحمت کرنے کے جرم میں ان کا فوٹو جلا دیا گیا۔

گاندھی جی کے حامی اخبارات اسے اچھا ہتھیار۔ اور سناتنی ہندوؤں کی بدحواسی قرار دے رہے ہیں۔ لیکن اگر کانگرس کے اجلاس میں پریزیڈنٹ کی بجائے اس کی تصویر رکھ دینا یا مختلف مقامات پر کانگرسی لیڈروں کے بُت کھڑے کرنا ان کے احترام کا باعث سمجھا جا سکتا ہے۔ تو تصویر کو الٹا لٹکانا۔ اور جلا دینا کیوں اپنے اندر کوئی اثر نہیں رکھتا ؛

جرمنی میں تعدد ازدواج

جرمنی کے موجودہ حکمران ہٹلر نے یہ نقص محسوس کر کے کہ عورتوں کا گھروں کے اہتمام و انتظام کو چھوڑ کر سرکاری محکموں میں ملازمتیں کرنا ملک و قوم کے لیئے تباہی کا موجب ہو رہا ہے کہ تمام سرکاری محکموں سے انہیں برطرف کر دیا۔ اور خانہ داری کی زندگی بسر کرنے کا حکم دیا۔ مگر اس میں یہ مشکل پیش آگئی ہے۔ کہ مردوں کی نسبت عورتوں کی تعداد بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے سب کی شادی کا انتظام نہیں ہو سکتا۔ اور جب تک شادی نہ ہو خانہ آبادی ناممکن ہے۔ ولایتی اخبارات کا بیان ہے۔ کہ ایک ضلع کی جہاں کے قریباً سب مردوں کی شادیاں ہو چکی ہیں۔ لیکن وہاں بہت سی عورتیں بے شادی موجود ہیں۔ ان عورتوں نے یہ سوال اٹھایا ہے۔ کہ اب ہٹلر کے پاس اس کا سوائے اس کے کیا علاج ہے۔ کہ کثرت ازدواج کی اجازت دی جائے ؛

کیا ان حالات میں بھی کسی کے لیئے اسلام میں تعدد ازدواج کی اجازت کی حکمت سمجھنا مشکل امر ہے ؛

مولوی محمد علی صاحب کے ترجمہ قرآن میں نیچریت کا غلبہ

مولوی محمد علی صاحب اپنے ترجمہ قرآن کو بہت بڑا کارنامہ سمجھتے ہیں ان کے نزدیک اس ترجمہ نے دُنیا میں بہت بڑا انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ اور اس کے ذریعہ اسلام اپنی اصل شکل و صورت میں نمایاں ہو گیا ہے۔ اور عدیہ کہ اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک پیشگوئی کا مصداق اور آپ کے منشا کو پورا کرنے والا قرار دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ جیسا کہ ہم کئی بار ثابت کر چکے ہیں۔ مولوی صاحب نے ہر ممکن کوشش کی ہے۔ کہ کہیں خدا تعالےٰ کے اس برگزیدہ انسان کا ذکر نہ آ جائے۔ جو موجودہ زمانہ میں اسلام کو زندہ کرنے کے لیئے مبعوث ہوا۔ اور نہ صرف یہی۔ بلکہ آپ کی صریح تعلیمات کے خلاف لکھنے سے بھی باز نہیں رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ نیچریت اور دہریت کی حدود میں جا داخل ہوئے ہیں ؛

پچھلے دنوں ان کے فریق کے بعض معزز اصحاب نے اس بات کا کھلم کھلا اظہار کیا تھا۔ آج ایک غیر احمدی اہل قلم کا بیان پیش کیا جاتا ہے۔

مولوی عبد الماجد صاحب دریا بادی نے اپنے اخبار "سچ" کی اشاعت ۲۵ جون میں ایک مفصل مضمون شائع کیا ہے جس میں اس ترجمہ کے متعلق لکھتے ہیں :-

"ترجمہ و تفسیر میں اسلام کی حقیقی تفسیر پیش نہیں ہو سکی ہے مترجم بدنام اپنی قادیانیت کے لئے ہیں۔ لیکن **ترجمہ و تفسیر میں قادیانیت سے کہیں زائد غالب نیچریت ہے**۔ معجزات وغیرہ کے باب میں تقریباً تمامتر سید احمد خاں کے خیالات کی ترجمانی ہے .... جدید خیالات کی مطابقت میں مترجم کو ضعیف سے ضعیف بھی جو تاویل مل گئی ہے بس اس کو بے تکلف اختیار کر لیا گیا ہے۔ اور لغت۔ نحو۔ حدیث۔ سیاق قرآنی۔ اجماع اکابر امت کسی شے کی اس کے مقابلہ میں پروا نہیں کی گئی ہے"

چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف چل کر کوئی شخص نیچریت سے ادھر نہیں ٹھیر سکتا۔ اس لئے مولوی محمد علی صاحب بھی اسی حد کو پہونچ گئے۔ یہ ہم ہی نہیں کہہ رہے۔ بلکہ مولوی صاحب کے مداح اور ہم خیال بھی یہی سمجھ رہے ہیں۔ اور علی الاعلان اس کا اظہار کر رہے ہیں ؛

گاندھی جی اور پنڈت مالویہ کا نمائشی اختلاف

گزشتہ پرچہ میں ہم نے لکھا تھا۔ کہ گاندھی جی اور پنڈت مالویہ میں جو اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور جس کی وجہ سے مالویہ جی نے کانگرس کے پارلیمنٹری بورڈ سے استعفےٰ دے دیا ہے وُہ حقیقت میں اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ دوسری اقوام پر ہندوؤں کے غلبہ و اقتدار کو قائم رکھنے کے لیئے دو محاذ قائم کئے گئے ہیں۔ تاکہ دو طرف سے یورش کی جائے۔ اس کی تصدیق اس بیان سے بھی ہوتی ہے۔ جو پنڈت مالویہ اور مسٹر اینے نے حال میں شائع کیا ہے۔ اور جو یہ ہے کہ

"ہمارے استعفوں کے یہ معنی نہیں۔ کہ کانگرس سے بھی ہم نے قطع تعلق کر لیا ہے فرقہ وار فیصلہ کے متعلق اپنے رویہ کے سوا کانگرس سے کسی معاملہ میں ہمارا اختلاف نہیں"

(انقلاب ۸ اگست)

در اصل یہ سب کچھ ایک خاص سمجھوتہ۔ اور گہرے منصوبہ کے ماتحت کیا جا رہا ہے۔ اور مسلمانوں کے حقوق کی مخالفت کو زیادہ پُر زور بنانے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ یہ محض تقسیم عمل ہے۔ جیسا کہ مسٹر راجگوپال کے اس بیان سے بھی ظاہر ہے جس میں انہوں نے بتایا ہے۔ کہ مالویہ جی بھی اپنی پارٹی میں کانگرسی خیالات کے لوگوں کو بھرتی کرنا چاہتے ہیں ؛

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

نبوّت کی خود ساختہ کسوٹی

رسالہ "پیشوا" دہلی کے اعتراضات کے جواب

دہلی کے رسالہ "پیشوا" کا جون ۔ جولائی نمبر رسول نمبر کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ جس میں ایک مضمون "نبوت کی کسوٹی" کے عنوان سے "خطیب العصر حضرت مولانا شاہ محمد جعفر میاں صاحب پھلواروی خطیب جامع مسجد شاہی کپور تھلہ" کا درج ہوا ہے۔ اس مضمون میں چونکہ روئے سخن جماعت احمدیہ کی طرف ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے متعلق کچھ عرض کیا جائے:

"خطیب العصر" کا عجیب خطبہ

خطیب صاحب نے بزعم خویش ایک نئی تحقیقات دنیا کے سامنے پیش کی ہے چنانچہ لکھا ہے:

"اس وقت ایک خاص چیز کی طرف قارئین کرام کی توجہ منعطف کرانا چاہتا ہوں۔ جس سے اصلی اور جعلی نبوت پر اچھی خاصی روشنی پڑتی ہے۔ اور جو جھوٹی اور سچی رسالت کا ایک فاصلہ فیصلہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی نبوت حقہ کے یوں تو بہت سے معیار ہیں۔ لیکن یہاں ایک خاص کسوٹی پیش کرنی ہے جو ناقابلِ انکار ہے۔ اور کھرے کھوٹے کو کبھی مخلوط نہیں ہونے دیتی۔ - - - - ہم جس وقت مرسلین وانبیاء کی حیات طیبہ اور سیرت مبارکہ پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو استقراء سے ہمیں ایک اصول ملتا ہے۔ جس سے کسی نبی و رسول کا دورِ تبلیغ خالی نظر نہیں آتا۔ گویا وہ ایک مشترک جوہر ہے۔ جو سب میں پایا جاتا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ کسی نبی اور رسول کے زمانہ میں جو شخص بھی ٹکرایا ہے وہ یا تو غلام بن گیا ہے۔ یا اس کا شیشہ ہستی چور چور ہو کر فنا ہو گیا ہے۔ اگر ایک نے ایسا کیا ہے۔ تو بھی ایسا ہی ہوا ہے اور اگر پوری قوم اور سارے ملک نے ایسا کیا ہے۔ تو ان سب کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ یہ کبھی نہیں ہوا۔ کہ نبی کا کسی نے مقابلہ کیا ہو۔ اور وہ نہ تو ایمان لایا ہو۔ اور نہ فنا ہوا ہو۔ رسول سے ٹکر کھانے کے بعد ان دو حالتوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہوا۔ اور یہ وہ حالت "مانعۃ الخلو" ہے۔ جو آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک نبی و رسول کے ساتھ ہوتی آئی ہے۔ یہ کوئی عقلی گدا نہیں۔ بلکہ یہ وہ استقرائی اصول ہے۔ جس کی موید آیات قرآنیہ بھی ہیں۔

جماعت احمدیہ سے مطالبہ

یہ خود ساختہ اور من گھڑت اصول پیش کرنے کے بعد خطیب صاحب نے قوم نوحؑ کی ہلاکت۔ خلیل اللہ کے مقابل پر نمرود کی تباہی حضرت موسیٰؑ کے مقابل پر فرعون کی غرقابی اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کی وجہ سے ابوجہل اور ابولہب کی بربادی و ہلاکت کو پیش کر کے لکھا ہے کہ "ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ کہ نبی سے ٹکرانے کے بعد ایک شخص بھی ایسا رہ گیا ہو۔ جس نے دائمی غلامی کا طوق بھی گلے میں نہ ڈالا ہو۔ اور ابدی ہلاکت سے بھی محفوظ رہا ہو"۔ اور پھر سوال کیا ہے۔ کہ

"کیا میں اس موقع پر اپنے بعض کلمہ گو بھائیوں سے یہ دریافت کر سکتا ہوں۔ کہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی۔ پیر جماعت علی شاہ علی پوری۔ مولانا حسن میاں پھلواروی۔ مولانا محمد علی مونگیری مولوی ظفر علی خاں لاہور۔ مولوی ثناء اللہ امرت سری۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی۔ مولوی اشرف علی تھانوی اور بے شمار مشائخ علماء مولوی۔ صوفی۔ لیڈر اور مناظر آج دنیا میں کیوں زندہ ہیں۔ جبکہ چودھویں صدی کے بعض مدعیان نبوت سے ٹکرائے۔ اور اچھی طرح ٹکرائے - - - - - - - ان کا کاسہ وجود نبوت کی چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہوا یا نہیں؟ اگر ایسا نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو خاتم النبیین کے بعد کسی کا دعوے نبوت اس معیار فیصل پر اترا یا نہیں؟"

من گھڑت اصل

خطیب صاحب نے اپنے پیشکردہ اصول کو اس قدر زور کے ساتھ پیش کیا ہے۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ اس سے بہتر معیار فیصلہ ان کے نزدیک کوئی نہیں۔ اور ان کے نزدیک آیات قرآنیہ بھی اس کی موید ہیں۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ ایک بھی آیت قرآنی اس کی تائید میں انہوں نے پیش کرنے کی جرأت نہیں کی۔ ہم ان سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ قرآن کریم یا احادیث صحیحہ سے اپنے اس دعوے کو جس پر انہیں اس قدر ناز ہے مستند ثابت کر کے دکھائیں۔ یونہی ایک اصول مقرر کر کے اسے معیار فیصلہ اور سچے جھوٹے میں مابہ الامتیاز قرار دینے سے کسی بھی نبی کی نبوت ثابت نہ ہو سکے گی۔

خطیب صاحب نے اسے ایک استقرائی اصول قرار دیا ہے۔ لیکن محض تین چار انبیاء کی مثالیں پیش کر دینے سے کوئی اصول استقرائی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ استقرائی اصول وہی ہو سکتا ہے۔ جس کے خلاف کوئی مثال نہ مل سکے۔ لیکن یہاں تو یہ حالت ہے۔ کہ ہزاروں لاکھوں نبیوں میں سے سوائے بعض کے اوروں کے حالات زندگی محفوظ نہیں۔ حتیٰ کہ سب کے نام بھی معلوم نہیں۔ پھر کیونکر کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ ایک ایسا اصول ہے۔ جو "جھوٹی اور سچی رسالت کا ایک قاطع فیصلہ ہے"۔

حضرت آدمؑ سے ابلیس کا مقابلہ

خطیب صاحب کے نزدیک ان کا پیشکردہ اصل اس قدر پختہ اور مستحکم ہے۔ کہ اس کی کوئی استثناء نہیں مل سکتی۔ اور کہ "یہ کبھی نہیں ہوا۔ کہ نبی کا کسی نے مقابلہ کیا ہو۔ اور وہ نہ تو ایمان لایا ہو۔ اور نہ فنا ہوا ہو۔ یہ وہ حالت مانعۃ الخلو ہے جو آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک نبی و رسول کے ساتھ ہوتی آئی ہے"۔ لیکن جب وہ حضرت "آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم تک کے ہر ایک نبی و رسول" کا نام تک نہیں بتا سکتے۔ تو ان کا دعوے کیونکر قابلِ اعتنا ہو سکتا ہے۔ پھر کئی انبیاء کے حالات ان کے اصل کو پارہ پارہ کر رہے ہیں۔ کیا خطیب صاحب بتائیں گے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام سے جنہیں انہوں نے اپنے اصل کی صداقت میں سب سے پہلے پیش کیا ہے ابلیس نے مقابلہ کیا یا نہیں؟ اور یہ صحیح ہے۔ یا نہیں؟ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے براہ راست اسے آدم کے سامنے سر اطاعت خم کرنے کا ارشاد ملنے کے باوجود اس نے انکار کرتے ہوئے کہا۔ انا خیر منہ۔ میں اس سے بہتر ہوں۔ اگر یہ صحیح ہے۔ اور یقیناً صحیح ہے۔ نیز یہ بھی صحیح ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اسے اور اس کی ذریت کو قیامت تک کی مہلت دے رکھی ہے۔ تو بتائیے "ان دونوں حالتوں میں جنہیں سے ایک کا ہونا ضروری ہے"۔ اس کی کیا حالت ہوئی۔ "وہ ایمان لایا یا فنا ہوا"۔ اگر ان دونوں میں سے ایک بھی نہیں ہوئی۔ تو پیشکردہ اصل کے باطل ہونے میں کیا شک باقی رہ گیا

مخالفین کے ہاتھوں انبیاء کا قتل

اور سنئے مسلمانوں کی تمام مشہور تفاسیر یعنی بیضاوی مدارک۔ جلالین۔ معالم التنزیل۔ تفسیر علامہ ابو المسعود درمنثور بحر محیط۔ تفسیر کبیر۔ روح المعانی۔ فتح البیان اور تاریخ کی معتبر کتب طبری ابن خلدون اور تاریخ کامل وغیرہ میں زیر آیات یقتلون النبیین بغیر الحق اور وقتلھم الانبیاء لکھا ہے

کہ حضرت یحییٰؑ اور حضرت زکریاؑ کو ان کے دشمنوں نے قتل کردیا تھا۔ اس کے علاوہ تفسیر مراح اللبید تفسیر خازن اور تفسیر نیشا پوری میں لکھا ہے۔ کہ بنی اسرائیل نے ایک دن میں ستر سے زائد نبی قتل کر دیئے تھے۔ اور در منثور بحر محیط۔ النہر۔ فتح البیان وغیرہ میں تو یہاں تک درج ہے۔ کہ بنی اسرائیل نے ایک روز میں تین سو انبیاء کو قتل کیا تھا پس ان مفسرین کے اس بیان کو پیش نظر رکھ کر بتایا جائے۔ کہ وہ انبیاء راستباز تھے۔ یا نہیں۔ جن کو ان کے دشمنوں نے قتل کر دیا۔ جب خطیب صاحب کے نزدیک کسی نبی کی صداقت کا معیار ہی یہ ہے۔ کہ اس کے دشمن یا تو غلام بن جائیں۔ یا فنا ہو جائیں۔ تو وہ بتائیں۔ کہ ان نبیوں کے متعلق ان کا خیال ہے۔ جو قتل کئے گئے ؎

پھر خطیب صاحب اس قدر تحدی کے ساتھ اپنے استقرائی اصول کو پیش کرنے سے قبل اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی پر ہی ایک سرسری نظر ڈال لیتے۔ تو یقیناً اس قدر جرأت نہ کرتے۔ جب ان کے ائمہ اور علماء کے نزدیک مسلم ہے۔ کہ ۳۳ سال کی عمر میں اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے آسمان پر اٹھا لیا۔ جو ثبوت ہے اس امر کا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے مخالفین نہ تو آپ کے غلام ہوئے۔ اور نہ ہی فنا ہوئے بلکہ غیر احمدی مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کے لئے بھی سوا اس کے کوئی چارہ نہ رہا۔ کہ انہیں زمین سے اٹھا کر آسمان پر چڑھا دے۔ اس صورت میں استقراء کی حقیقت ہی کیا رہ جاتی ہے۔

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کی یہ مثال پیش کرکے ہم خطیب صاحب سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ آدم علیہ السلام سے لیکر خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہر ایک نبی کے مخالفوں کے ساتھ ان دو حالتوں میں اگر ایک کا پیش آنا لازمی اور یقینی ہے۔ تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے مخالفوں کے متعلق کیا صورت ہوئی۔ اور وہ سچے رسول ثابت ہوتے ہیں۔ یا نہیں؟

مخالفین مسیح موعودؑ کی حالت

خطیب صاحب نے بڑے زور کے ساتھ مطالبہ کیا ہے۔ کہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور پیر جماعت علی شاہ وغیرہ مخالف مولوی اور صوفی "آج دنیا میں کیوں زندہ ہیں" جبکہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ٹکرائے۔ اس کے متعلق ہماری گذارش یہ ہے۔ کہ ہمارے نزدیک تو کسی مدعی نبوت کی صداقت کا یہ معیار نہیں ہے۔ کہ اس کے تمام کے تمام مخالفین یا تو اس کے غلام بن جائیں۔ یا فنا ہو جائیں۔ لیکن خطیب صاحب سے جنہوں نے اس پر اتنا زور دیا ہے۔ اگر کوئی غیر مسلم پوچھے۔ کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد مسیلمہ کذاب کیوں زندہ رہا۔ جبکہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ٹکرایا۔ اور خوب اچھی طرح ٹکرایا۔ تو ان کے پاس کیا جواب ہے۔ اور جو جواب وہ ایسے شخص کو دیں۔ وہی ہماری طرف سے اپنے مطالبہ کا سمجھ لیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر ان کے اس خود ساختہ معیار صداقت کو درست تسلیم کر لیا جائے۔ تو اس کی زد ادر تو اور سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بر کات پر بھی پڑتی ہے ؎

"خطیب العصر" صاحب کی طرف سے اس قسم کی "نبوت کی کسوٹی" کا پیش کیا جانا دو صورتوں سے خالی نہیں۔ یا تو وہ قرآن پاک علوم روحانیہ اور تاریخ اسلام سے کوئی واقفیت نہیں رکھتے۔ یا پھر یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار نے ان کو تقوےٰ اور خشیت الٰہی سے بالکل محروم کر دیا ہے۔

نبی کے مخالفین سے اللہ تعالیٰ کا سلوک

اصل بات یہ ہے۔ کہ نبیوں کی زندگی میں ان مخالفین کا لازمی طور پر فنا ہو جانا اسلام کا پیش کردہ معیار صداقت نہیں ہے۔ جن لوگوں کی ہلاکت کے متعلق نبی کو بتایا جائے۔ اور ان کے متعلق نبی پیشگوئی کرے۔ وہ یقیناً ہلاک ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ پیشگوئی ان کے سرکشی و تمرد سے باز آجانے کی شرط کے ساتھ مشروط نہ ہو۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق چراغ الدین جمونی۔ مولوی محمد حسین صاحب بھین والا پنڈت لیکھرام اور ڈاکٹر ڈوئی وغیرہ وغیرہ پھر وہ لوگ بھی یقیناً ہلاک ہوتے ہیں جو نبی کو کاذب جان کر لعنت اللہ علی الکاذبین کہیں۔ اور اس طرح سچے اور جھوٹے کے مابین امتیاز چاہیں۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین رشید احمد گنگوہی۔ شاہ دین لدھیانوی مولوی عبد العزیز مولوی محمد اور مولوی عبد اللہ لدھیانوی عبد القادر طالب پوری وغیرہ باقی جو لوگ مخالفت کرتے ہیں۔ ان کی قلبی حالت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ جو مناسب سمجھے سلوک کرتا ہے۔ ان میں سے بعض ہلاک بھی کر دیئے جاتے ہیں۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بد زبانی کرنیوالا رسل بابا اصغر علی عبد المجید دہلوی۔ محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر پولیس۔ نور احمد بھڑ دی چھٹہ زین العابدین مولوی فاضل۔ کریم بخش ٹھیکہ دار۔ حافظ سلطان سیالکوٹی حکیم محمد شفیع اور مرزا سردار بیگ وغیرہ بہت سے معاندین ہلاک ہوئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا کسی مصلحت کے ماتحت کسی ایک یا

تاریخ اسلام

عہدِ عثمانی کے قابلِ ذکر واقعات

حضرت عثمانؓ کا پہلا خطبہ

حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا جب خلافت ثالثہ کے لئے انتخاب ہو چکا۔ اور لوگوں نے آپ کی بیعت کرلی تو آپ نے ممبر پر کھڑے ہو کر ایک خطبہ پڑھا۔ جس میں لوگوں کو مخاطب کرکے اعمال صالحہ کی رغبت دلائی۔ مال و دولت کی کثرت سے انسان میں جو غفلت اور اللہ تعالےٰ سے بے اعتنائی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سے ڈرایا۔ اور رضاء الٰہی کو ہمیشہ مقدم رکھنے کی نصیحت کی۔ بعض روایات میں آپ کے خطبہ کے یہ الفاظ آتے ہیں۔ کہ الحمد للہ الذی اتخذ محمداً نبیاً وبعثہ رسولاً وصدقہ وعدہ ووھب لہ نصرہ علی کل من بعد نسباً او قرب رحماً صلے اللہ علیہ وسلم جعلنا اللہ لہ تابعین وبامرہ مھتدین فھو لنا نور ونحن بامرہ نقوم عند تفرق الاھواء ومجادلۃ الاعداء یعنے سب حمد و ثنا اسی خدائے پاک کی ہے جس نے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی بنایا۔ اور اپنا رسول بنا کر اصلاح خلق کے لئے مبعوث فرمایا۔ آپ سے جو وعدے کئے۔ انہیں پورا کیا۔ اور آپ کو اپنے قریب و بعید کے سب رشتہ داروں پر غلبہ عطا فرمایا۔ خدا ہمیں ہمیشہ آپ کی اتباع کی توفیق دے۔ کیونکہ آپ کی ذات پاک کے لئے نور ہے۔ اور جب لوگوں میں اختلاف پیدا ہو جائے۔ اور دشمنوں کی خصومت ہماری راہ میں حائل ہو۔ تو ہم آپ کے احکام پر ہی عمل کرتے ہیں۔ اور کرتے رہیں گے ؎

عاملوں کو حکم

بعد ازاں آپ نے مختلف صوبوں کے عاملوں اور حکام کے نام ایک عام حکم جاری کیا جس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی وفات اور اپنے انتخاب کا ذکر تھا نیز ان کو تاکید کی۔ کہ جس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ میں دیانت و امانت سے تم اپنے فرائض کو ادا کرتے رہے ہو۔ اسی طرح اب بھی فرائض کو سرانجام دیتے رہو ؎

قتل ہرمزان کا واقعہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے چند دن قبل کا واقعہ ہے

کہ ایک روز ابولولوٗ جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بعد میں شہید کیا ایک خنجر لئے ہرمزان کے پاس گیا۔ ہرمزان ایک ایرانی سردار تھا۔ جو جنگ قادسیہ سے بھاگ کر ملک اہواز کے دارالسلطنت میں چلا آیا۔ اور گردو نواح کے بلاد پر قبضہ کر لیا۔ یہ شہر چونکہ حدود بصرہ سے ملحق تھے۔ اس لئے جب لشکر اسلام نے بصرہ کا قصد کیا تو ان ممالک پر بھی فوج کشی کی۔ لشکر ہرمزان کو شکست ہوئی۔ اور اس نے صلح کا پیغام بھیجا۔ جس پر صحابہ نے جزیہ لے کر صلح کر لی۔ اس کے بعد ہرمزان نے متواتر عہد شکنی کی۔ جس کی پاداش میں لشکر اسلامی سے مقابلہ ہوتا اور وہ شکست کھا کر صلح کرتا رہا۔ آخر ایک دفعہ گرفتار ہو کر جب مدینہ پہنچا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور مدینہ میں ہی رہنے لگ گیا۔ ابولولوٗ اور ہرمزان کچھ دیر آپس میں باتیں کرتے رہے۔ ہرمزان نے ابولولوٗ سے خنجر لے کر اسے دیکھا۔ جس وقت ان دونوں میں باتیں ہو رہی تھیں اس وقت وہاں حیرہ کا باشندہ ایک عیسائی غلام بھی بیٹھا تھا جس کا نام جفینہ تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ان تینوں کو اکٹھا بیٹھے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضؓ نے دیکھ لیا۔ انہیں کچھ شبہ گذرا۔ اور جب وہ ان کی طرف آئے تو ابولولوٗ وہاں سے اٹھ کر چل دیا۔ مگر اٹھتے وقت وہ خنجر جو اس کے پاس تھا گر پڑا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضؓ نے یہ خنجر گرتے اور پھر ابولولوٗ کو اٹھاتے دیکھا۔ مگر انہیں کوئی خاص خیال نہ گذرا۔ اور نہ انہوں نے اس واقعہ کو کچھ اہمیت دی۔

عبید اللہ بن عمر رضؓ کا جوش انتقام

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ابولولوٗ نے شہید کر دیا۔ تو اس کے بعد ابولولوٗ کے پاس سے وہی خنجر نکلا۔ جو چند دن قبل وہ ہرمزان کو دکھانے گیا تھا۔ اور جسے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے بھی دیکھا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضؓ نے وہ خنجر دیکھتے ہی پہچان لیا اور لوگوں کو تمام واقعہ کہہ سنایا جو چند دن قبل ان کے سامنے پیش آیا تھا۔ جن لوگوں سے حضرت عبدالرحمٰن نے یہ واقعہ بیان کیا ان میں سے ایک حضرت عمر کے لڑکے حضرت عبید اللہ بھی تھے۔ طبعاً حضرت عبید اللہ کو اس واقعہ کے سننے سے سخت تکلیف ہوئی۔ اور جوش انتقام اور طیش میں انہوں نے ایک روز موقعہ پا کر ہرمزان کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عبید اللہ جفینہ کو بھی قتل کرنا چاہتے تھے۔ کہ سعد بن ابی وقاص پہنچ گئے اور انہوں نے دوڑ کر عبید اللہ کو پکڑ لیا۔ ان سے تلوار چھین لی اور انہیں اپنے گھر میں بند کر دیا۔ چونکہ اس وقت تک کوئی خلیفہ مقرر نہیں ہوا تھا اور حضرت صہیب ہی امامت کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ اس لئے سعد بن ابی وقاص نے عبید اللہ بن عمر کو حضرت صہیب کی خدمت میں پیش کیا۔ انہوں نے خلیفہ منتخب ہونے تک انہیں قید کیا۔

پہلا مقدمہ

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ تو سب سے پہلے آپ کی خدمت میں یہی مقدمہ پیش ہوا۔ حضرت عبید اللہ سے جب ہرمزان کے قتل کی نسبت پوچھا گیا۔ تو انہوں نے صاف طور پر قتل کا اعتراف کیا۔ اس پر حضرت عثمان نے صحابہ سے مشورہ لیا۔ کہ انہیں کیا فیصلہ کرنا چاہئیے۔

حضرت عثمان رضؓ کا مستحسن فیصلہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ عبید اللہ بن عمر کو ہرمزان کے قصاص میں قتل کر دینا چاہئیے۔ حضرت عمرو بن العاص نے حضرت علی کی اس رائے سے اختلاف کیا اور کہا یہ مناسب نہیں۔ کہ پرسوں اترسوں ان کے والد نے شہادت پائی۔ اور آج ان کے بیٹے کو قتل کیا جائے۔ باقی صحابہ نے بھی حضرت عمرو بن العاص کی رائے کی تائید کی حضرت عثمان رضؓ کچھ کشمکش و پیچ میں پڑ گئے۔ مگر معاً کچھ سوچ کر فرمایا۔ یہ معاملہ نہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت کا ہے۔ اور نہ میری خلافت میں ہوا۔ بلکہ میرے خلیفہ منتخب ہونے سے پہلے ظہور میں آیا۔ پس میں اس کا ذمہ وار نہیں۔ اس کے بعد آپ نے یہ بہترین صورت اختیار کی۔ کہ خود عبید اللہ بن عمر کا ولی بن کر اپنے پاس سے ہرمزان کے قتل کی دیت ادا کر دی اور ایک پراثر تقریر کی۔ مورخین بیان کرتے ہیں کہ متفقہ طور پر تمام لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ کو سراہا۔ اور خراج تحسین ادا کی۔

حضرت عمرؓ کے مقرر کردہ عمال

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب خلیفہ منتخب ہوئے۔ تو اس وقت اسلامی صوبوں اور ولایات پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قائم کردہ مندرجہ ذیل گورنر تھے۔ مکہ میں نافع بن عبدالحارث۔ طائف میں سفیان بن عبداللہ ثقفی۔ یمن میں یعلیٰ بن امیہ۔ عمان میں حذیفہ بن محصن۔ دمشق میں معاویہؓ بن ابوسفیان مصر میں عمرو بن العاص۔ حمص میں عمیر بن سعد اردن میں عمرو بن عتبہ۔ بصرہ میں ابوموسیٰ اشعری۔ کوفہ میں مغیرہ بن شعبہ۔ بحرین میں عثمان بن ابی العاص۔

عزل و نصب

ان عاملوں کے عزل و نصب کے متعلق ۲۴ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلا حکم یہ جاری کیا۔ کہ مغیرہ بن شعبہ کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر کے مدینہ بلا لیا۔ اور ان کی جگہ حضرت سعد بن ابی وقاص کو کوفہ کا گورنر مقرر کر کے بھیجا۔ لوگوں نے اس تقرر و برطرفی کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا۔ میں نے مغیرہ کو کسی جرم یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا۔ بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک وصیت کے سبب جو انہوں نے مجھے کی یہ تقرری و معزولی وجود میں آئی ہے۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک برس تک سب عاملوں کو بحال رکھا اور کوئی تغیر و تبدل نہ کیا۔ ایک سال کے بعد مغیرہ کو موقوف کر کے ان کی جگہ حضرت سعد کو بھیجا۔ اس روایت کی بناء پر حضرت سعد کا تقرر ۲۵ھ میں ہوا۔ اسی سال یعنی ۲۴ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دیگر اصحاب کے ہمراہ حج کو تشریف لے گئے۔ بروایت دیگر آپ خود نہیں گئے۔ بلکہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو امیر الحجاج مقرر کر کے مکہ معظمہ بھیجا۔ ؛

ضروری اعلان

مولوی عبدالحق صاحب پٹیالوی جن کو اکثر احمدی اصحاب جانتے ہیں، فقیرانہ و مجذوبانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ مدت سے قادیان۔ کھارہ۔ بٹالہ۔ امرتسر۔ لاہور۔ پھیروچیچی وغیرہ مقامات میں رہتے رہے۔ ان کا یکم مئی ۳۴ء کو بٹالہ میں انتقال ہو چکا ہے۔ چونکہ ان کی عادت تھی کہ وہ اپنا روپیہ بعض احمدی اصحاب کے پاس امانتاً یا تجارت پر دے دیا کرتے تھے۔ اور اکثر اوقات تحریر بھی نہیں لیا کرتے تھے۔ (چنانچہ بعض احباب نے جن کے پاس ان کی رقوم تھیں امور عامہ میں لکھوا دی ہیں۔ ممکن ہے بعض دوستوں کو مولوی صاحب کی وفات کا علم نہ ہو) اس لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اگر کسی دوست کے پاس مولوی عبدالحق صاحب پٹیالوی مرحوم کا روپیہ یا سامان یا کاغذات ہوں۔ تو وہ مہربانی فرما کر دفتر امور عامہ کو فوراً اطلاع دیں۔

(ناظر امور عامہ)

ضروری تصحیح

اخبار نمبر ۱۵ مورخہ ۲ اگست میں "نجات اسلامی کے خصائص" کے عنوان سے جو مضمون شائع ہوا ہے۔ اس میں یہ غلط فقرہ چھپ گیا ہے۔ کہ "خدا تعالیٰ کی صفات غضبیہ اس کی رحمت والی صفات پر غالب ہیں۔ اصل میں اس طرح ہے "خدا تعالیٰ کی صفات رحمت اس کی صفات غضب والی صفات پر غالب ہیں!"

رسالہ الاسلام (لاہور) کی افترا پردازیوں کا جواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر گالیوں کا جھوٹا الزام

لاہور کے ایک نام نہاد رسالہ "الاسلام" کے جون و جولائی نمبر کے صفحہ ۱۳ پر ایک مضمون "مرزائیت اور قرآن دشمنی" کے عنوان سے کسی شخص محمد حنیف صاحب نے شائع کرایا ہے۔ جو خاکسار کے ایک مضمون "گالی اور اظہار واقعہ میں فرق" کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ مضمون نگار لکھتا ہے۔ کہ "طریق ادا بھی انبیاء کا دوسرے لوگوں سے مختلف ہوتا ہے۔ عام طور پر حکماء اور راہبران است جلال میں آکر وہ کچھ کہہ دیتے ہیں جس سے بسا اوقات قوم کی دل شکنی ہوتی ہے لیکن انبیاء علیہم السلام رحمت خداوندی کے مظہر اتم ہوتے ہیں۔" "مگر مرزا صاحب نے آکر اس مفہوم کو یکسر بدل دیا۔ اب ۔ ۔ ۔ نبی بلا دریغ مخالفین کو گالیاں دے سکتا ہے۔"

اقتباس بالا میں مضمون نگار نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ اتہام لگایا ہے۔ کہ گویا نعوذ باللہ حضور کے نزدیک انبیاء علیہم السلام اپنے مخالفین کو "گالیاں" دیتے رہے ہیں۔ حالانکہ ہماری طرف سے لاتعداد مرتبہ دلائل اور شواہد کی روشنی میں اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ یہ محض بہتان ہے۔ افترا پردازی اور کذب آفرینی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو کجا آپ کے کسی غلام کی بھی کسی تحریر سے یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ کہ اس میں انبیاء کے لئے "گالیاں" دینے کا جواز لکھا ہو۔

انبیاء کا کام

مذاہب عالم کا مسلمہ نظریہ ہے۔ کہ خدا کے انبیاء انسانوں کی روحانی بیماریوں کے معالج ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ ہر انسانی روح کی بیماری کے مطابق اس کا علاج کرتے ہیں بسا اوقات ان کو روحانی زخموں پر مرہم لگانی پڑتی ہے۔ اور بسا اوقات روحانی گند اور فاسد مادہ کو نکالنے کے لئے عمل جراحی بھی کرنا پڑتا ہے۔ اور قرآن مجید سے ثابت ہے کہ منافقت اور مداہنت کے مرض کا بہترین علاج یہی ہے کہ اس مریض کے اندر سے گندہ مادہ خارج ہو اور وہ اپنی اندرونی گندگی ظاہر کرنے پر آمادہ کیا جائے۔ کیونکہ جب تک اس کا اظہار نہ ہو۔ مرض لاعلاج ہوتا ہے :۔

دشمنان اسلام کا قرآن پر اعتراض

اسی حکمت کے نہ سمجھنے کی وجہ سے اسلام کے نادان مخالفین نے قرآن مجید پر "گالی دینے" اور ناشائستہ طریق کلام پیش کرنے کا الزام لگایا ہے۔ چنانچہ پنڈت دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب میں لکھتے ہیں۔ "یہاں اور بھی شائستگی کے خلاف بہت سی باتیں لکھی ہیں۔" (صفحہ ۶۹۹، اعتراض ۱۰۱) "فحش باتیں" صفحہ ۷۰۵ "یہ بالکل بے انصافی کی بات ہے کہ کوئی جاہل ہم کو گالیاں دے۔ تو ہم بھی اس کو گالیاں دیں؟ یہ بات نہ خدا کی نہ خدا کے معتقد عالم کی نہ خدا کی کتاب کی ہو سکتی ہے۔ یہ تو صرف خود غرض لاعلم آدمی کی ہے۔" (صفحہ ۷۱۹، اعتراض ۱۳۵) پنڈت دیانند جی کا یہ اعتراض محض تعصب اور لاعلمی پر مبنی ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ قرآن مجید میں کوئی گالی نہیں۔ نہ شائستگی کے خلاف کوئی بات ہے باقی رہے قرآن مجید کے وہ الفاظ جن کو مخالفین اسلام نے اپنے حق میں "گالی" قرار دیا ہے۔ تو ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ "خفتہ دل اس سے بیدار ہوتے ہیں اور ایسے لوگوں کے لئے جو مداہنہ کو پسند کرتے ہیں۔ ایک تحریک ہو جاتی ہے۔ مثلاً ہندوؤں کی قوم ایک ایسی قوم ہے۔ کہ اکثر ان میں سے ایسی عادت رکھتے ہیں۔ کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ مداہنہ کے طور پر تمام عمر دوست بنکر دینی امور میں ہاں سے ہاں ملاتے رہتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ لیکن دل ان کے نہایت درجہ کے سیاہ اور سچائی سے دور ہوتے ہیں۔ ان کے روبرو سچائی کو اس کی مرارت اور تلخی کے ساتھ ظاہر کرنا اس نتیجہ خیر کا منتج ہوتا ہے۔ کہ اسی وقت ان کا مداہنہ دور ہو جاتا ہے۔ اور بالجہر یعنی واشگاف اور علانیہ اپنے کفر اور کینہ کو بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ گویا ان کی دق کی بیماری محرقہ کی طرف انتقال کر جاتی ہے۔ سو یہ تحریک جو طبیعتوں میں سخت جوش پیدا کرتی ہے۔ اگرچہ ایک نادان کی نظر میں سخت اعتراض کے لائق ہے۔ مگر ایک فہیم آدمی بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہی تحریک رد بحق کرنے کے لئے پہلا زینہ ہے۔ جب تک ایک مرض کے مواد مخفی ہیں۔ تب تک اس مرض کا کچھ علاج نہیں ہو سکتا۔ لیکن مواد کے ظہور اور بروز کے وقت کئی ایک طور کی تدبیر ہو سکتی ہے انبیاء نے جو سخت الفاظ استعمال کئے۔ تو حقیقت میں ان کا مطلب تحریک ہی تھا۔ تا خلق اللہ میں ایک جوش پیدا ہو جائے۔ اور خواب غفلت سے اس ٹھوکر کے ساتھ بیدار ہو جائیں"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۳ و صفحہ ۱۳)

پس ہمارا دعوےٰ ہے۔ کہ قرآن مجید میں جسقدر الفاظ مخالفین اسلام کے متعلق استعمال ہوئے ہیں۔ سب اظہار واقعہ کے طور پر ہیں۔ ان میں سے ایک بھی غلط اور خلاف واقعہ نہیں۔ اور جب تک ان الفاظ کا خلاف واقعہ ہونا ثابت نہ کیا جائے۔ (جو ناممکن ہے۔) تب تک ان پر کوئی اعتراض شائستہ اعتنا نہیں ہو سکتا۔ مگر افسوس کہ رسالہ "الاسلام" لاہور کے مضمون نگار کو اس سے انکار ہے۔ اس کے نزدیک انبیاء بسا اوقات حق اور سچی بات کو لوگوں کی ناراضگی کے خوف سے بیان نہیں کرتے تھے

مضحکہ خیز تاویل

مضمون نگار لکھتا ہے۔ "اسی طرح اللہ تعالےٰ نے جب کفار کے جذبۂ نفرت کا ذکر کرتا ہے۔ جو انہیں قرآن حکیم سے ہے۔ تو فرماتا ہے۔ کانھم حمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ کہ یہ قرآن کی دعوت سے ایسا بدکتے ہیں۔ جیسا شیر سے گدھے لیکن اس آیت کے یہ معنی نہیں۔ کہ قرآن نے تمام نہ ماننے والوں کو گدھا کہا ہے۔" (الاسلام لاہور بابت ماہ جون صفحہ ۱۵)

اس مضحکہ خیز عبارت کو پڑھ کر ہر صاحب عقل انسان حیران ہوگا کہ ان "علماء" کی عقلوں کو کیا ہو گیا۔ کہ ایک ہی فقرہ میں اقرار بھی ہے۔ اور انکار بھی۔ کیا مضمون نگار کے خیال میں وہ لوگ جن کے متعلق آیت میں کانھم حمر (گویا وہ گدھے ہیں) کہا گیا ہے۔ انہوں نے یہ سنکر یہی سمجھا۔ کہ ہمیں "گدھا قرار نہیں دیا گیا۔" اور کیا اس کو پڑھ کر وہ خوش ہوتے ہوں گے۔ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن مجید کا یہ بیان بالکل درست ہے۔ کیونکہ وہ لوگ فی الواقعہ قرآن مجید سے اس طرح بھاگے تھے جس طرح شیر سے گدھا۔ اب خواہ وہ اس تشبیہ کو "قابل اعتراض" "اخلاق سے گری ہوئی" اور "سخت" گالی قرار دیں۔ مگر اس میں کلام نہیں۔ کہ یہ ان کی حالت کا صحیح صحیح نقشہ ہے۔ لہٰذا گالی نہیں۔

مخالفین چوپائے

اسی طرح قرآن مجید میں جو یہ آتا ہے۔ کہ ان شر الدواب عند اللہ الذین کفروا (انفال ع ۷) بدترین حیوان اللہ کے نزدیک وہ ہیں جنہوں نے نبی کا انکار کیا۔ اس کے متعلق مضمون نگار لکھتا ہے۔ "نہ ماننے والوں کو حیوان کہنا۔ بلکہ اس سے بھی بدتر قرار دینا بطور گالی کے نہیں۔ بلکہ ان کے جمود کے لحاظ سے ہے۔" گویا محض سخت الفاظ کو گالی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جب تک کہ ان کو امر واقعہ کے خلاف ثابت نہ کیا جائے :۔

حق بر زبان جاری

مضمون نگار نے انتہائی کوشش کی ہے۔ کہ کسی طرح سچے مگر تلخ الفاظ کو گالی ثابت کرے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ نور کو ظلمت قرار دینا کوئی آسان کام نہیں۔ اس آیت کے متعلق جس میں خدا تعالےٰ نے مکذبین احکام الٰہی کو بندر اور سوٴر قرار دیا ہے مضمون نگار لکھتا ہے:۔ "بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو ان کے بُرے اخلاق کی وجہ سے صورۃً یا معنیً مسخ کر دینا گالی نہیں۔ بلکہ ایک واقعہ کا ذکر ہے" گویا اگر "واقعہ کا ذکر" نہ ہوتا۔ تو اس صورت میں اس بیان کو گالی قرار دیا جا سکتا تھا۔ مگر چونکہ یہ "اظہار واقعہ" ہے۔ اس لئے گالی نہیں۔ بس یہی وہ اصل ہے۔ جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازالہ اوہام میں اور خاکسار نے اپنے مضمون "گالی اور اظہار واقعہ میں فرق" میں پیش کیا۔ اور جس کی تردید کے لئے مضمون نگار نے رسالہ "الاسلام" میں مضمون شائع کرایا۔

معاملہ صاف ہو گیا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ علماء کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔ اس کے متعلق حضور نے خود تحریر فرما دیا ہے۔ لیس کلامنا ھذا فی اخیارھم بل القول فی اشرارھم (الھدیٰ ص۱۹)

گویا صرف وہ علماء مخاطب ہیں۔ جو فی الواقعہ "شریر" ہیں۔ شریف لوگوں کے متعلق یہ کلام نہیں ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "شریر" کو "شریر" قرار دیا ہے۔ ہاں انہی لوگوں کو جن کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دربارے علماءھم شرّ من تحت ادیم السماء کا لقب ملا (مشکوٰۃ صفحہ ۳۸ کتاب العلم) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس حدیث کا نرم سے نرم ترجمہ "بذات فرقہ مولویاں" کیا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر میں ہرگز کوئی گالی نہیں" بلکہ ایک واقعہ کا ذکر ہے"۔

فمثلہ کمثل الکلب

میں نے اپنے مضمون میں قرآن مجید اعراف ع ۲۳ کی یہ آیت بھی درج کی تھی۔ فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلھث او تترکہ یلھث ذالک مثل القوم الذین کذبوا بآیٰتنا کہ اس کی مثال کتے کی سی ہے۔ کہ اگر تو اس پر حملہ کرے۔ تو زبان لٹکائے۔ اور اگر اس کو چھوڑ دے۔ تو وہ پھر بھی زبان لٹکائے۔ یہ ہے مثال اس قوم کی جو خدا کی آیات کا انکار کرے۔ اس کے متعلق مضمون نگار لکھتا ہے:۔

"خدا نے منکروں کی ایک مخصوص جماعت کو کتے کی اس عادت لھث سے تشبیہ دی ہے۔ جس سے وہ ہر حال زبان لٹکائے رہتا ہے۔ یعنی ان لوگوں نے رسالت مآب کی تشریف آوری سے پہلے شور مچا رکھا تھا۔ ۔ ۔ ۔ کہ آفتاب درخشاں کی ضرورت ہے۔ اور جب وہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جلوہ گر ہو گیا۔ تو اب یہ شکایت ہے۔ کہ روشنی سے آنکھیں چندھیا گئی ہیں لعینہٖ کتے کی طرح کہ تکلیف میں بھی بھونکتا رہتا ہے۔ اور راحت میں بھی۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ گالی ہے"! (ص۱۵)

گویا لوگ ہر حالت میں اسی طرح معترض تھے جس طرح کتا ہر حال میں بھونکتا رہتا ہے۔ اس لئے ان کو کتے سے تشبیہ دینا گالی نہیں۔ یہ بالکل درست ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے۔ کہ یہ گالی نہیں۔ بلکہ اظہار واقعہ ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے مضمون میں صاف طور پر لکھ دیا تھا۔ کہ

"جھوٹا ہے وہ جو کہے کہ خدا کے برگزیدہ نبیوں نے اپنے مخالفوں کو گالیاں دیں۔ ان کے سخت الفاظ آئینہ دارِ حقیقت تھے۔ جن میں مخالفین کی اندرونی شکلوں کو بے نقاب کیا گیا تھا۔ اس لئے ہم ایسے الفاظ کو گالی نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ گالی اور اظہار واقعہ میں فرق ہے۔ مگر نادان معترض اس میں فرق نہیں کرتا"۔

یہودیانہ تحریف

مضمون نگار لکھتا ہے:۔ "ذھب اللہ بنورھم وترکھم فی ظلمات لا یبصرون یعنے منافقین دہلیز ظلمات میں گم ہیں۔ ان کی مثال ایسے آدمی کی طرح ہے۔ جس کی آنکھیں ضائع ہو جائیں۔ اور وہ جنگل میں بھٹکتا پھرے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ انہیں اندھا کہا گیا ہے"۔ افسوس یہ ہے۔ کہ مضمون نگار نے تھوڑی سی یہودیانہ تحریف سے کام لیا ہے۔ اگر اس آیت سے ذرا اگلے الفاظ نقل کر دیتا۔ تو یقیناً اسے یہ لکھنے کی جرأت نہ ہوتی۔ کہ انہیں اندھا قرار نہیں دیا گیا۔ اگلے الفاظ یہ ہیں۔ صمٌّ بکمٌ عمیٌ فھم لا یرجعون۔ کہ وہ بہرے گونگے اور اندھے ہیں۔ سو وہ باز نہیں آتے۔ ظاہر ہے۔ کہ انہیں بہرہ گونگا اور اندھا کہا گیا ہے۔ مگر یہ گالی نہیں۔ بلکہ اظہار واقعہ ہے۔ کیونکہ وہ فی الواقعہ روحانیت کے لحاظ سے بہرے گونگے اور اندھے تھے۔

تعجب ہے۔ کہ یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب اور مخالفت میں انصاف و عدل و دیانت کو بھی خیرباد کہہ جاتے ہیں۔ اور ایک ذرہ بھر بھی خدا کا خوف ان کے دلوں میں نہیں رہتا ؎

کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو
کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ

لفظ "زنیم" کی تحقیق

مضمون نگار نے لفظ "زنیم" کے متعلق لکھا ہے۔ کہ:۔

"اس کے معنے حرامزادہ کے نہیں۔ بلکہ کمینہ معروف بالشر اور ذلیل کے ہیں"۔

اگر مضمون نگار ہی کی بات کو تسلیم کر لیا جائے۔ تو اس پر سوال ہوتا ہے۔ کہ کیا کسی مخالف کو کمینہ اور ذلیل قرار دینا اس مخالف کے لئے خوشی اور انبساط کا موجب ہو گا۔ یا وہ اسے اپنی دلآزاری اور توہین قرار دے گا؟ خواہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معاندین لاکھ سر پٹکیں۔ حقیقت یہی ہے۔ کہ انبیاء دنیا میں حق کے سب سے بڑے علمبردار ہوتے ہیں۔ اور چونکہ الحق مُرٌّ کے مطابق ان کی حق گوئی میں فطرتی مرارت ہوتی ہے۔ اس لئے ان کے مخالفین ان پر گالیاں دینے کا الزام لگاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"دشنام دہی اور چیز ہے۔ اور بیان واقعہ گو وہ کیسا ہی تلخ اور سخت ہو۔ دوسری شے ہے۔ ہر ایک محقق اور حق گو کا فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ سچی بات کو پورے طور پر مخالف گم گشتہ کے کانوں تک پہنچائے۔ پھر اگر وہ سچ کو سنکر افروختہ ہو۔ تو ہوا کرے"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۲۰)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لفظ "زنیم" کے معنے ازالہ اوہام میں "حرامزادہ" کئے ہیں۔ اور خاکسار نے اپنے مضمون میں یہی ترجمہ کیا ہے۔ مضمون نگار کو اس ترجمہ سے اختلاف ہے۔ مگر افسوس کہ اس نے ان حوالہ جات اور اقتباسات پر ایک ذرہ بھی بحث نہیں کی۔ جو مختلف کتب لغت و تفسیر سے "زنیم" کے ترجمہ کے متعلق ہم نے نقل کئے تھے۔ جس سے ہر اہل حق پر صاف طور پر واضح ہو جائے گا۔ کہ مخالفین اس امر کا ہرگز انکار نہیں کر سکتے۔ کہ "زنیم" کے معنی "حرامزادہ" کے ضرور ہیں۔

(۱) "المنجد" میں جو لغت کی مشہور کتاب ہے۔ "زنیم" کے معنی "اللئیم" اور "المدّعی" لکھے ہیں (ص۲۰۱) اور "اللئیم" کے معنی اسی لغت میں صفحہ ۱۵۱ پر "الدنی الاصل" "بذات" لکھے ہیں۔ گویا "زنیم" کے معنی ہیں "بدذات"

قرآنی لغت کا استعمال

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

جو "بد ذات فرقہ مولویاں" لکھا ہے۔ تو وہ قرآنی لغت ہی کا استعمال ہے۔ اپنی طرف سے کچھ نہیں فرمایا۔

(۲) پھر "زنیم" کے دوسرے معنی ہیں "الدعی" چنانچہ مضمون نگار نے بھی صہ۱۵ پر حضرت ابن عباس کی طرف منسوب کر کے ایک روایت "الکامل للمبرد" کے حوالہ سے نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا "زنیم" کے معنی ہیں "الدعی" اسی طرح "قاموس" میں بھی "الزنیم" کے معنی "الدعی" لکھے ہیں۔ نیز تاج العروس میں بھی لکھا ہے کہ واما الدعی فھو زنیم پس ثابت ہوا کہ زنیم کے معنی الدعی کے ہیں۔ اب یہ دیکھنا باقی ہے کہ لفظ "دعی" کے کیا معنی ہیں؟ "المنجد" صہ۱۳۷ پر لکھا ہے کہ "دعی" وہ شخص ہے جس کے نسب میں کوئی شک ہو"۔ کیا اس تحقیق کے پیش نظر کوئی اہل انصاف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ترجمہ کو غلط قرار دے سکتا ہے؟

(۳) تاج العروس میں لفظ زنیم کے ماتحت لکھا ہے۔ الزنیم ہو اللئیم یعنی زنیم کے معنی ہیں اللئیم اور اسی لغت میں اللئیم کے متعلق لکھا ہے۔ "لئیم دنی الاصل" (تاج العروس فصل لام مع المیم) لئیم کے معنی بدذات اور "بد اصل" کے ہیں۔

(۴) عربی لغات فیروزی صہ۱۷۰ پر لکھا ہے زنیم حرامزادہ۔

(۵) علامہ فخر الدین رازی اپنی مشہور تفسیر میں آیت عتل بعد ذالک زنیم (القلم ع۱) کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "الحاصل ان الزنیم ھو ولد الزنا الملحق بالقوم فی النسب ولیس منھم" (تفسیر کبیر جلد ۸ صہ۲۴۵ مطبع دار الطباعت العامرہ مصری)

ساری تحقیق کا نتیجہ یہ ہے کہ زنیم وہ ہوتا ہے جو "حرامزادہ" ہو۔ جو کسی قوم کے ساتھ نسب میں منسوب ہو جائے۔ حالانکہ ان میں سے نہ ہو۔ پس ثابت ہوا۔ کہ زنیم کا وہی ترجمہ درست ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے۔ ؎

ومن تلبیسھم قد حرفوا الالفاظ تفسیراً
وقد بانت ضلالتھم ولو القوا المعاذیرا

(المسیح الموعود)

ناروا الزام

مضمون نگار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ الزام لگایا ہے کہ نعوذ باللہ آپ کا طرز کلام درجہ ثقاہت سے گرا ہوا تھا۔ حالانکہ ہم نے اپنے مضمون میں بخاری کی حدیث پیش کی تھی۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے (جب قریش مکہ کا سفیر عروہ بن مسعود صلح کی شرائط طے کر رہا تھا) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا۔ امصص ببظر اللات (بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد جلد ۲ صہ۵ ، مطبع البہیہ مصر) اس کا ترجمہ تجرید بخاری مترجم اردو شائع کردہ مولوی فیروز الدین میں یہ لکھا ہے۔ کہ "حضرت ابو بکر رضنے عروہ سے کہا کہ لات (دیوی) کی شرمگاہ چوس۔ یہ عرب میں نہایت ہی سخت گالی سمجھی جاتی تھی" (تجرید بخاری جلد ۲ صہ۱۳۱) اور بخاری میں لکھا ہے۔ کہ عروہ یہ الفاظ سن کر سخت برافروختہ ہوا۔ مضمون نگار صاحب نے اگر بخاری نہیں پڑھی۔ تو ہمارے مضمون میں اس حوالہ کو ضرور ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ پھر تعجب ہے کہ وہ اس واقعہ کو بالکل نظر انداز کر گئے ہیں۔

ایک اور حدیث

اگر مضمون نگار صاحب یہ کہیں کہ یہ قول تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ وہ نبی نہیں اور ہمارا یہ من گھڑت قاعدہ ہے کہ عام طور پر حکماء اور راہبران امت جلال میں آکر وہ کچھ کہہ جاتے ہیں۔ جس سے بسا اوقات قوم کی دلشکنی ہوتی ہے۔ لیکن انبیاء علیہم السلام اس سے مستثنےٰ ہیں تو ایک اور حدیث ملاحظہ کریں۔ جو یہ ہے۔ عن ابی بن کعب قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من تعزی بعزاء الجاھلیۃ فاعضوہ بھن ابیہ ولا تکنوا۔ (مشکوٰۃ کتاب الاداب باب المفاخرۃ والعصبیۃ صہ۳۵۶ مطبع انصاری)

اس کا ترجمہ اگر خود نہ جانتے ہوں۔ تو مولوی ثناء اللہ صاحب سے پوچھ لیں اور پھر بتائیں۔ اسے کس قسم کا طریق کلام دیتے ہیں۔

(احقر۔ ملک عبد الرحمٰن خادم بی۔ اے گجراتی)

نام کی تبدیلی

پہلے میرا نام شاندار خان تھا۔ مگر اب میں نے اپنا نام بجائے شاندار خان کے نثار احمد خان رکھ لیا ہے۔ لہذا احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ احباب دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ میری تمام مشکلات دور کرے۔ اور خادم دین بنائے۔

(نثار احمد خان موضع کلابٹ تحصیل صوابی ضلع پشاور)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب چک ایمرچ میں

یکم اگست حضرت مفتی محمد صادق صاحب معہ مولوی عبد الاحد صاحب مولوی فاضل چک ایمرچ میں تشریف لائے۔ بعض احباب جماعت نے ان کا استقبال بیج براہ میں جا کر کیا۔ رات کو مولوی عبد الاحد صاحب نے بعد نماز مغرب احمدی مستورات اور مردوں کے مجمع میں وعظ کیا۔ جو کہ بہت پسند کیا گیا۔

بروز جمعہ پاڑی پورہ میں ۸ گاؤں کے احمدی جمع ہوئے۔ مولوی عبد الاحد صاحب نے ایک خطبہ پڑھا۔ نماز کے بعد حضرت مفتی صاحب نے صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک عام فہم دلچسپ تقریر فرمائی۔ اور ساتھ ہی اپنے سفر امریکہ کے حالات سنائے۔ جو بہت دلچسپ تھے غیر احمدی احباب تقریر میں کثرت سے شامل ہوئے۔ شام کے بعد چک ایمرچ میں جناب مولوی صاحب نے قرآن مجید کا درس دیا۔

راجہ محمد زمان خان نے اپنے خرچ پر نوشہرہ میں ایک تبلیغی جلسہ کا انتظام کیا ہے۔ جس میں اردگرد کی تمام جماعتوں اور غیر احمدی احباب کی شمولیت کا انتظام کیا گیا ہے۔ یہ جلسہ ۱۳ اگست کو ہو گا۔

۴ اگست کو مولوی عبد الاحد صاحب واپس سری نگر تشریف لے گئے۔ شام کو حضرت مفتی محمد صادق صاحب ذکر حبیبؑ پر تقریر فرمائی۔ اپنے پیارے آقا اور محبوب خدا کے حالات سن کر لوگوں کے آنسو رواں ہو گئے۔ احباب حضرت مفتی صاحب کی صحت کے لئے اور جلسہ کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

راجہ غلام محمد خان احمدی چک ایمرچ کشمیر

اعلان

مدعیہ۔ والدہ مولوی محمد سلیم بنام قاضی محمد رشید صاحب صاحب گھوکے جہ ضلع سیالکوٹ

دعویٰ اجرائے ڈگری

مقدمہ مندرجہ عنوان میں چونکہ قاضی محمد رشید صاحب نے محکمہ قضاء کے فیصلہ کے مطابق ڈگری کی رقم داخل نہیں کی۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی منظوری سے۔ قاضی محمد رشید صاحب سے کلی قطع تعلق کا اعلان کیا جاتا ہے۔ کوئی احمدی ان سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھے

(ناظر امور عامہ)

عالمگیر آفات ارضی و سماوی

مندرجہ بالا عنوان سے معاصر سرفراز لکھنؤ ۵ جولائی لکھتا ہے۔

افراط بارش کی وجہ سے آسام و شمالی بہار کے باشندے بڑی مصیبت میں گرفتار ہیں۔ گذشتہ سال سے موتیہاری سے مظفر پور تک کی زمین ۱۸ انچ نیچے دھنس گئی ہے اس نشیب میں سیلاب کا پانی جمع ہو گیا ہے۔ اور تا حد نظر ایک اتھلا سمندر موجیں مارتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ حال ہی میں خبریں موصول ہوئی تھیں۔ کہ اٹلی فرانس۔ جاپان۔ اور اسپین میں طوفان باد و باراں کی وجہ سے قیامت صغریٰ کا منظر پیش نظر ہو گیا ہے۔ ہر جگہ سیلاب زدہ انسان خانماں خرابی اور تباہی کے عالم میں گرفتار ہیں۔ تازہ ترین اطلاع سے پتہ چلتا ہے کہ آج کل امریکہ و یورپ خاص طور سے مرجع آفات ہو رہا ہے زلزلے طوفان اور انتہائی گرمی سے ہزارہا جانیں ضائع ہو چکیں گذشتہ شنبہ کو وسط امریکہ میں شدید زلزلہ آیا۔ اس زلزلے کا اثر خشکی اور تری دونوں خطوں پر ہوا۔ بحر الکاہل میں ایک جزیرہ جس کا طول ۶ میل اور ارض

کیا عجب کہ اس طرح خیالات کی اصلاح منظور ہو۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

گاندھی جی نے ۷ اگست کی صبح کو واردھا آشرم میں اپنا برت شروع کر دیا۔ اجمیر میں آپ کے ورود پر ان کے والنٹیروں نے سناتنی مظاہرین میں سے ایک کا سر پھوڑ دیا تھا۔ اس کا کفارہ ادا کرنے کے لئے انہوں نے یہ برت شروع کیا ہے۔

جے پور سے ۷ اگست کی اطلاع ہے کہ ایک قریبی گاؤں میں ایک عورت کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ جس کے کان پر اڑھائی اڑھائی انچ لمبے دو سینگ۔ سر پر بال اور رنگ سیاہ تھا۔ پیدا ہوتے ہی بچہ کھڑا ہو گیا ۱۹ گھنٹے زندہ رہا۔ پھر ایک بار کھڑا ہوا زور سے چیخ ماری اور ساتھ ہی جان دیدی۔

الجیریا سے ۶ اگست کی اطلاع مظہر ہے کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے مابین شدید فساد ہو گیا۔ شراب سے بدمست ہو کر ایک یہودی مسجد میں گھس آیا اور واہی تباہی بکنے لگا۔ یہی بنائے فساد ہوئی۔ بازاروں میں کھلم کھلا چھرے اور ریوالور استعمال کئے گئے۔ بہت سے مکانات نذر آتش کر دئے گئے۔ ۲۷ اشخاص ہلاک اور بستر زخمی ہو چکے ہیں۔

نظام گورنمنٹ نے حیدرآباد سے ۶ اگست کی اطلاع کے مطابق حدود ریاست میں پنڈت رام چند دہلوی آریہ سماجی مناظر کے داخلہ کی ممانعت کر دی ہے پنڈت صاحب پر اسلام کی توہین کا ایک مقدمہ بھی زیر سماعت ہے۔

نوگانگ (آسام) سے ۶ اگست کی اطلاع ہے کہ سیلاب سے سرکاری رپورٹ کے مطابق پچاس لاکھ روپیہ کا زرعی نقصان ہوا ہے۔ بارہ ہزار مویشی بہہ گئے۔ اور صرف ایک ضلع میں ۲۴ آدمی ہلاک ہو چکے ہیں

مسٹر پرفلا گھوش مشہور بنگالی تیراک نے ڈھاکہ سے ۷ اگست کی اطلاع کے مطابق دنیا میں تیرنے کا بہترین ریکارڈ قائم کیا ہے۔ وہ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کر ۷۵ گھنٹے اور ۳ منٹ مسلسل پانی میں رہے۔

ریاست کپورتھلہ کے ہندوؤں کی مفروضہ شکایات پر غور کر کے رپورٹ کرنے کے لئے ۶ اگست کی اطلاع کے مطابق چیف منسٹر نے انسپکٹر جنرل پولیس اور چیف جسٹس پر مشتمل ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کر دیا ہے، بھائی پرمانند نے سر عبدالحمید کے اس فعل کی تعریف کرتے ہوئے ہندوؤں کو مشورہ دیا ہے۔ کہ اس کمیشن کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں۔ آپ نے لکھا ہے کہ سر موصوف کا رویہ میں نے وہاں جا کر بہت ہمدردانہ پایا وہ شکایات کو دور کرنے کے لئے ہمیشہ ساعی رہتے ہیں

نارتھ ویسٹرن ریلوے نے اعلان کیا ہے۔ کہ آل انڈیا نمائش کے لئے جو دسمبر میں بمقام لاہور منعقد ہونے والی ہے۔ جس قدر مال بذریعہ مال گاڑی لاہور بھیجا جائے گا۔ اس پر کرایہ آمد و رفت وصول نہیں کیا جائے گا۔

پنڈت جواہر لال نہرو کی اہلیہ الہ آباد سے ۷ اگست کی اطلاع کے مطابق سخت بیمار ہو گئی ہیں۔ حالت نازک بتائی جاتی ہے

فنانشل کمشنر لاہور نے ۷ اگست کی اطلاع کے مطابق جھنگ کے ایک بڑے زمیندار کی جائداد کا وارث ایک ایسے لڑکے کو قرار دیا۔ جو اس کی وفات کے تین سال بعد اس کی بیوہ کے ہاں پیدا ہوا۔

لاڑکانہ (سندھ) سے ۸ اگست کی اطلاع ہے کہ دو نہایت ہی خوفناک ڈاکوؤں کو بر سر عام تختہ دار پر لٹکایا گیا۔ یہ عبرت ناک منظر دیکھنے کے لئے ہزاروں اشخاص جمع ہو گئے۔ اس موقعہ پر دو ہزار پولیس کنسٹیبل متعین کئے گئے۔ ان ڈاکوؤں نے عرصہ سے صوبہ میں تباہی مچا رکھی تھی۔ لاشیں ورثا کے حوالے کر دی گئیں۔

کونسل آف سٹیٹ کے اجلاس میں ۸ اگست کو ہوم سکرٹری نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ ابھی سرخپوشوں پر سے پابندیاں نہیں ہٹائی جا سکتیں۔ ان کی سرگرمیاں ظاہر کرتی ہیں۔ کہ وہ ایک انقلابی جماعت ہے جس کا مقصد انگریزوں کو ہندوستان سے بذریعہ طاقت نکالنا ہے۔

ورجانند پریس لاہور سے ۸ اگست کو حکومت ہند نے دو ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی ہے۔ اور حکم دیا ہے کہ یہ رقم ۲۰ اگست تک داخل کر دی جائے۔ پریس مذکور میں چھپنے والے رسالہ شانتی میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس کے متعلق حکومت کا خیال ہے۔ کہ وہ تشدد کی تعلیم دینے والا ہے۔ رسالہ مذکور سے بھی پانصد روپیہ کی ضمانت طلب کی گئی ہے۔

حکومت کشمیر نے سری نگر سے ۸ اگست کی اطلاع کے مطابق جموں کے رسالہ کرشن کو گیارہ یوم کے اندر اندر پانصد روپیہ کی ضمانت داخل کرنے کا نوٹس دیا ہے، کیونکہ اس میں ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ جسے حکومت قابل اعتراض سمجھتی ہے۔

ڈاکٹر چوئتھرام سندھ کے کانگرسی لیڈر نے کراچی سے ۸ اگست کی اطلاع کے مطابق سردار پٹیل صدر کانگرس کو تار دیا ہے۔ کہ کانگرس ورکنگ کمیٹی کے ریزولیوشن کے خلاف بغاوت بڑھ رہی ہے۔ اس لئے کانگرس کو خانہ جنگی سے بچانے کے لئے کونسلوں میں داخلہ کے سوال پر مزید غور کرنا چاہیئے۔

شکارپور (سندھ) سے ۷ اگست کی اطلاع ہے کہ ایک عیار عورت نے ایک سیٹھ کی بیوی سے بیس ہزار روپیہ نقد اور دس ہزار کے زیورات یہ جھانسہ دے کر اینٹھ لئے کہ وہ اسے خدا کا درشن کرا دے گی۔ اس کی گرفتاری عمل میں آ چکی ہے۔

ہنڈنبرگ صدر جمہوریہ جرمنی کے جنازہ میں شامل ہونے کے لئے برلن سے ۷ اگست کی اطلاع کے مطابق اس کثرت سے لوگ ٹینن برگ پہونچے۔ کہ انہیں لے جانے کے لئے اٹھارہ سپیشل ٹرینیں چلانی پڑیں۔ صوبجات سے بھی کئی سپیشل ٹرینیں بھیجی گئیں۔

مسٹر لائڈ جارج مشہور مدبر انگلستان نے ۷ اگست کو اخباری نمائندہ سے دوران انٹرویو میں کہا کہ میں اقوام عالم کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ آئندہ کئی سالوں کے لئے جنگ کا کوئی امکان نہیں۔ جرمنی فی الحال جنگ کرنے کے قابل نہیں۔ اگرچہ جنگ کے وجوہ موجود ہیں مگر دوسرے حالات کو بھی ملحوظ رکھنا پڑتا ہے۔

آسٹریا کی حالیہ بغاوت کا سرغنہ وائمنا سے ۷ اگست کی اطلاع کے مطابق وہاں سے فرار ہو کر جرمنی پہونچ چکا ہے۔

حکومت کشمیر نے سری نگر سے ۷ اگست کی اطلاع کے مطابق ایک ہندو لیڈر مسٹر گوا شالال کو نوٹس دیا ہے کہ وہ آئندہ چھ ماہ کے لئے کوئی تقریر نہ کرے۔

مقدمہ سازش دہلی و لاہور کے سزا یافتہ ملزم یشپال کی بیوی پرکاش وتی کو جو دہلی میں مقیم تھی۔ حکومت دہلی نے ۷ اگست کی اطلاع کے مطابق نوٹس دیا تھا۔ کہ چوبیس گھنٹہ کے اندر اندر شہر سے نکل جائے۔ اس نے حکم کی تعمیل کر دی ہے

برما کونسل میں وزراء کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کئے جانے کا نوٹس دیا گیا تھا۔ جس کی صدر نے اجازت

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:- غلام نبی